127

ازالفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام قادیانی

نمبر ۱۳۵
رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ
الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ ایک آنہ

الفضل
قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی علم

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۱ | مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۵ صفر ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیریت ہیں ؂

خاندان نبوت میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ خاندان نبوت کے صاحبزادگان مری سے واپس آگئے ہیں ؂

میاں خلیل احمد صاحب بخیریت ہیں۔ احباب ان کے لئے خاص دعائیں کرتے رہیں ؂

جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے ہاں ۸ ستمبر لڑکا متولد ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ مولود کے کان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ نے اذان کہی ؂

مولوی عبدالرحیم صاحب اور میر قاسم علی صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے ہیں

جناب مرزا عبدالرحیم صاحب مرحوم پشاوری

جناب مرزا عبدالرحیم صاحب احمدی جو کئی دنوں سے پیٹ کی خرابی کی بیماری میں مبتلا تھے۔ بروز پیر ۱۷ اگست ۲۵ء وفات پاکر مرفوع الی اللّٰہ ہوئے۔ اور ۱۸ اگست ۲۵ء بیرون دروازہ گنج شہر پشاور سپرد خاک کئے گئے۔

جنازہ پر کثرت سے احباب جماعت احمدیہ موجود تھے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ پشاور نے نماز جنازہ پڑھائی۔

کثرت سے غیر احمدی بھی شریک تجہیز و تکفین تھے۔ مرزا صاحب مرحوم کی عمر قریباً ستر سال تھی۔ نہایت مستقل باہمت۔ پیر جوانمرد اور فیاض انسان تھے۔ جہانتک مجھے علم ہے۔ مرحوم نے مختلف مدات سلسلہ میں تین ہزار روپے کے قریب امداد نقد روپیہ سے کی۔ ہر غریب مسکین اور مسافر اور یتیم کے خبرگیر تھے ؂

گھر سے جو مسجد احمدیہ سے قریباً ایک میل دور تھا علی الصبح نکلتے۔ اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے نعرے لگاتے ہوئے اور احباب کو بیدار کرتے ہوئے آتے۔ اور باقاعدہ ہر روز مسجد میں شامل نماز ہوتے ؂

برادر میاں محمد صاحب احمدی کپتان فوج خلافت و میاں عبدالعزیز جان صاحب و میاں نور الٰہی صاحب باشندگان پشاور کے احمدی ہونے پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ تبلیغ احمدیت کا از حد شوق تھا۔ بلکہ جنون تک نوبت پہنچی ہوئی تھی۔ سر سے ننگے پاؤں سے برہنہ بازاروں میں المنادی الموعود کی آمد کی خوشخبری سنایا کرتے تھے۔ اور بکثرت اخبارات و رسائل سلسلہ خرید کر کے تقسیم کیا کرتے تھے۔ دلیر اسقدر تھے۔ کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کو حق پہنچانے سے نہ رکتے ؂

مرحوم رزق حلال کے اس قدر محتاط تھے کہ ان کا اکلوتا فرزند مرزا عبدالحکیم صاحب جو پٹواری ہے۔ ان کے گھر کی پکی ہوئی چیز تک نہ کھاتے۔ اور اپنے ہاتھوں سے سالن پکاتے۔ وفات سے کچھ دن پہلے مسجد احمدیہ میں آگئے تھے ؂

مرحوم کو کثرت سے دعائیں کرنے اور نماز تہجد باقاعدہ ادا کرنے کا شوق تھا۔ قرآن کریم کثرت سے تلاوت فرماتے۔ اور قرآن کریم خرید کر کے تقسیم کرتے۔

مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں بمقام مردان ضلع پشاور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایام خلافت میں مردان سے ہی داخل بیعت ہوئے۔

جماعت احمدیہ پشاور کو جولائی ۱۹۱۳ء کے قریب اپنا ایک بالاخانہ واقعہ بازار جہانگیرپورہ شہر پشاور معہ دو دوکانات جو ایک بالاخانہ کے دروازہ کے دائیں دوسری بائیں ہے۔ بطور ملکیت باقبضہ وصیت کر کے دیدی تھیں اور رکھ دیا تھا۔ کہ یہ بطور مسجد احمدیہ۔ مہمان خانہ۔ دار الکتب و درس گاہ قرآن استعمال ہوں۔ اور دوکانات کا کرایہ انہی اغراض پر صرف ہو۔

بالاخانہ کا قبضہ زبانی اجازت سے جولائی ۱۹۱۳ء سے آیا تھا۔ اور آج تک ہمارے قبضہ اور تصرف میں ہے۔ اور دونوں دوکانات کا قبضہ بعد از وفات بطور متولی ہمارا ہے

مرزا صاحب نے قادیان میں انجمن احمدیہ پشاور کے واسطے زمین خرید کی تھی۔ کہ اس پر جماعت احمدیہ پشاور کا مہمان خانہ تعمیر ہو۔

نیز وصیت کی تھی کہ ان کا مبلغ چھ سو روپیہ جو خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ہے۔ اور تین سو کے قریب جناب مولوی محمد علی صاحب اور امین جماعت کے پاس ہے۔ وہ بعد وصیت خزانہ بہشتی مقبرہ میں داخل ہو گا۔

جناب میرزا صاحب نے اپنے رشتہ داروں کے ہاتھوں سخت تکالیف اٹھائیں۔ اور قید اور حوالات تک احمدیت کے سبب سے بھگتے۔ غیر احمدیوں نے کئی بار زدوکوب کیا۔ اور ایک پسلی توڑ دی تھی۔ احباب ان کی مغفرت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور۔

الفضل نمبر ۳۰

۱۲ ستمبر کے اخبار الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ چھپا ہے۔ جس میں مدینہ منورہ پر نجدیوں کے حملہ کے بارے میں حضور نے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ ایک آنہ فی پرچہ ایک روپیہ کے ۲۰ پرچے کے حساب سے احباب منگوالیں۔ محصولڈاک علاوہ۔

نمبر ۲۹ الفضل جس میں بالمقابل قرآن کے حقائق و معارف بیان کر نے میں دیوبندیوں کے فرار کی تفصیل ہے۔ ایک روپیہ کے پچیس فی پرچہ ۵

منیجر الفضل قادیان

تبلیغی وفد نمبر ۲ کی رپورٹ
بٹالہ۔ امرتسر۔ قصور میں لیکچر

میں اور جناب حافظ روشن علی صاحب ۸ ستمبر ۲۵ء بوقت دوپہر بٹالہ پہنچے۔ ۲½ بجے سے ۴½ تک صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل پر جناب حافظ صاحب کا لیکچر ہوا باوجود اس کے کہ سخت گرمی تھی۔ اور کاروبار کا وقت تھا۔ جتنی جگہ حاضرین کے لئے تھی۔ پُر ہو گئی۔ لیکچر میں یہ خصوصیت تھی۔ کہ ہر امر جو فضیلت کے متعلق پیش کیا گیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی تصریحات سے پیش کیا گیا۔ اسی دن شام کو امرتسر پہنچے۔

۹ کی صبح ۸ بجے امرتسر میں "مذاہب میں کونسا مذہب قابل عمل ہے۔" پر جناب حافظ روشن علی صاحب نے لیکچر دیا۔ تمام لیکچر گاہ پُر ہو گئی۔ اور بعض سامعین کو دھوپ میں کھڑا رہنا پڑا۔ امرتسر جیسی جگہ میں یہ بات قابل مسرت ہے۔ تیسرے پہر ۵ بجے سے ۷ بجے تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر میرا لیکچر ہوا۔ کئی لوگ مخالفین میں سے جوش دکھاتے اور آوازے کستے نظر آئے۔ لیکن انہی میں سے اکثر رو کنے والے بھی کھڑے ہو جاتے۔ اس پر بعض آریوں نے کچھ سوال بھی کئے۔ کیونکہ پنڈت لیکھرام صاحب کی پیشگوئی کا ذکر بھی کارناموں میں تھا۔ انگریزی خوان طبقہ نے امن قائم رکھنے میں خاص امداد کی۔ اسی تاریخ کی شب کو ۸ بجے سے تقریباً ۱۱ بجے تک "مسلمانوں کی حالت موجودہ اور اس کا علاج" پر جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر ہوا۔ جس میں ہندو مسلم پبلک کثرت سے آئی۔ چھوت چھات کا مسئلہ خصوصیت سے تفصیلاً بیان کیا گیا۔

اسی دن دوپہر کے وقت خیر الدین کی مسجد کا ایک مولوی مسئلہ وفات مسیح پر گفتگو کرنے کے لئے جناب میر قاسم علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ گفتگو کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب سے گفتگو شروع ہوئی۔ اس گفتگو پر قریباً ۱½ گھنٹہ گذرا۔ پھر یہی مولوی رات کے لیکچر کے خاتمہ پر کچھ شاگرد اپنے ہمراہ لیکر آیا۔ اور رات کے ایک بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔

۱۰ تاریخ کی صبح کو حسب پروگرام قصور پہنچے۔ یہاں کے مسلمانوں نے کوئی جگہ نہ دی۔ جہاں لیکچر دیئے جاتے۔ آریوں کا احاطہ ہے۔ جو لیکچروں کے واسطے لیا گیا ہے۔ رات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں پر میں نے لیکچر دیا۔ جو ۸ سے ۱۰ بجے تک تھا۔ سامعین کی تعداد ایک سو سے کچھ ہی زائد ہو گی۔ والسلام

خاکسار۔ عبد الکریم سکرٹری وفد نمبر ۲ از قصور

بارہ ۱۲ صفحے کا الفضل

معزز ناظرین! آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ الفضل اگر بارہ ۱۲ صفحے پر چھپے۔ تو کیسا پُر رونق اور معلومات کا ذخیرہ بن جاتا ہے۔ اور یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ کہ الفضل میں صرف ایک دو مضمون ہوتے ہیں۔ اب اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ الفضل کے جس قدر خریدار ہیں۔ اس سے نصف خریدار اور پیدا ہو جائیں۔ تو ہم اسی قیمت پر الفضل ۱۲ صفحے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ یعنی ہر احمدی ایک خریدار اور دینے کا تہیہ کر لے۔ موجودہ صورت حالات یہ ہے کہ پچھلے اگست ۲۴ء میں جتنے خریدار تھے۔ ان سے دو سو خریدار اس اگست ۲۵ء میں کم ہیں۔ اور الفضل کے مالی سال کے ختم ہونے پر آمد و خرچ کے تقابل سے معلوم ہوا۔ کہ کئی سو روپے کا خرچ زیادہ ہے۔ اس طرح پر تو الفضل آٹھ صفحے پر ہفتہ میں تین بار بھی نہیں دیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ بارہ صفحے۔ احباب کرام اپنے لئے جو کچھ پسند فرماتے ہیں۔ اس کے مطابق الفضل کو اپنے ارشاد کی تعمیل کے قابل بنا دیں۔ منیجر الفضل قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مکتوب
حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے نام

احباب یہ سن چکے ہیں کہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر چکے ہیں۔ حضور نے حکیم صاحب کی درخواست بیعت کے جواب میں انہیں حسب ذیل خط ارقام فرمایا:-

"مکرمی حکیم محمد حسین صاحب!

السلام علیکم۔ آپ کا بیعت کا خط پڑھ کر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ دو وجہ سے ایک تو اس تعلق کی وجہ سے جو اس فتنہ سے پہلے آپ میں اور مجھ میں تھا۔ اکو جو محبت مجھ سے تھی اور جس خلوص سے آپ میرے ساتھ رہتے تھے وہ حالت اور موجودہ حالت اسقدر متباعین تھی کہ دیکھ کر اس پر صدمہ اور افسوس ہوتا تھا۔ گو میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ اگر بعض نہایت ہی محبت کرنیوالے احباب اس موقعہ پر الگ ہو کر مقابل پر کھڑے نہ ہوتے تو شاید دشمنوں کا یہ اعتراض کہ میں نے کوئی سازش کی تھی بعض لوگوں کے دلوں میں کھٹکتا رہتا۔ مگر بعض ایسے لوگوں کا فریق مخالف جا ملنا جو ہر وقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء

پاداشِ ظلم و ستم

اٹلی کے مقابلہ میں کابل کی ذلت آمیز شکست

(نمبر ۴)

مولوی ظفر علی صاحب نے پیپرنو کے قتل کو جائز ثابت کرنے کے لئے "حکومت افغانستان کی سرکاری زبان امان افغان" کے بیانات کو شاندار الفاظ میں پیش کر دینے پر ہی اکتفا نہ کیا تھا۔ بلکہ اینگلو انڈین اخبارات کے اعتراضات کے جواب دینے کی بھی کوشش کی تھی۔ چنانچہ اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کو مخاطب کر کے لکھا تھا:-

"پیپرنو کے مزار پر آنسو بہانے اور اسے کیفرکردار کو پہنچانے والوں کے حق میں وحشی کا خطاب تجویز کرنے سے پہلے آپ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ کیا پیپرنو نے ایک افغان سپاہی کو فرائض مفوضہ کی بجا آوری کے دوران میں قتل نہیں کیا۔ کیا اس خوفناک فعل کے ارتکاب کی پاداش میں وہ اسی سزا کا مستوجب نہ تھا۔ جو دول مغرب بھی آئے دن اس طرح کے مجرموں کو دیا کرتی ہیں۔ مگر جسے ٹالنے کے لئے مسیحی رحم نے دیت کی گنجائش بھی نہیں چھوڑی۔ کیا پیپرنو سے مقتول کے وارثوں کو خون بہا دلوا کر اسکی جان بخشی نہیں کر دی گئی تھی پھر کیا اس احسان فراموش اور حق ناشناس قاتل نے اس حکومت کے خلاف جس کے قوانین کی پابندی کا وہ عہد کر چکا تھا۔ روسیوں کے ساتھ سازباز کرتے ہوئے جیل سے فرار ہو کر ایک نئے جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور کیا یہ نیا جرم وہی تو نہیں۔ جس کے شبہ کے ہزارویں حصہ سے بھی مغربی ملوکیت پرستوں کے کسی غلام کا دامن ملوث ہو۔ تو وہ ہمیشہ کے لئے زندہ درگور کیا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں اگر پیپرنو دارالبوار کو بھیج دیا گیا۔ تو آپ کو بجز اس کے کہ آپ کا رنگ افغانوں کے مقابلہ میں ذرا کھلتا ہوا ہے۔ اعتراض کا کیا حق حاصل ہے۔" (زمیندار ۲۸ر جولائی)

کاش! مولوی ظفر علی صاحب کابل میں وزارت خارجیہ کے عہدہ پر مامور ہوتے۔ تا حکومت کابل کو اٹلی کے الٹی میٹم کا جواب دینے کے لئے یہی دلائل سکھا دیتے جن سے انہوں نے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے انگریز ایڈیٹر کو لاہور میں قائل کر لیا۔ یا کم از کم کابل کی طرف سے ہی سفیر بنا کر اٹلی میں بھیجے گئے ہوتے۔ تا وہ اپنی انشا پرداز کے زور سے اٹلی کا ایسا ناطقہ بند کرتے۔ کہ اسے کابل سے معافی مانگنے کے سوا چارہ ہی نہ رہتا۔ لیکن افسوس کابل نے ان سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسے اٹلی کے آگے جھک جانا پڑا۔ اور مولوی صاحب موصوف کو یہ کہنے کا حق ہو گیا۔ کہ یہ انجام کابل میں میرے موجود نہ ہونے اور اہل کابل کے مجھ سے مشورہ نہ لینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ ورنہ اٹلی کی کیا مجال تھی۔ کہ اپنے شرائط منوا سکتا۔

پیپرنو واقعہ میں ایک افغان سپاہی کا قاتل تھا۔ اور قاتل کی سزا تمام دنیا میں قتل ہی ہوتی ہے۔ اگر کابل نے بھی ایسا ہی کیا۔ تو کیا اندھیر آ گیا۔ لیکن خدا تعالےٰ کو چونکہ کابل کا وہ گھمنڈ اور غرور توڑنا تھا۔ جس کی بناء پر اس نے خدا کے بے کس بندوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا تھا۔ اس لئے ایسے حالات پیدا کر دئے۔ تا کابل پر واضح ہو جائے۔ کہ جب اس میں اتنی طاقت اور ہمت نہیں ہے کہ ایک معمولی حکومت کے آدمی کو جس نے ایک ادنےٰ درجہ کا ملازم ہو کر "ایک افغان سپاہی کو فرائض مفوضہ کی بجا آوری کے دوران میں قتل کر دیا" سزا دیکر آرام و اطمینان سے رہ سکے۔ تو خدا تعالےٰ کے بے گناہ بندوں کو بغیر کسی جرم اور قصور کے قتل کر کے وہ اپنے انجام سے کیونکر غافل ہو سکتا ہے۔

مولوی ظفر علی صاحب نے پیپرنو کے قتل کو جائز اور ضروری بتانے کے لئے جو مضامین رقم فرمائے تھے وہ ان کے نزدیک ایسے زبردست اور لاجواب مسکت تھے کہ ان کے متعلق انہوں نے یہاں تک دعوےٰ کیا:-

"میرا ناچیز قلم اسلام کے مغربی نکتہ چینوں کے ہر چھوٹے بڑے اعتراض کا مسکت جواب دے سکتا ہے۔" (زمیندار ۲۸ر جولائی)

اسی دعوے کی بناء پر انہوں نے "مسولینی کی گیدڑ بھبکی کا جواب" اکٹھے سات پرچوں میں رقم فرمایا تھا۔ لیکن کابل کی بدقسمتی کا کیا علاج؟ جس نے اٹلی کو مولوی صاحب کے ان مضامین کا ترجمہ کرا کے نہ بھجوا دیا۔ جسے پڑھکر وہ یقیناً ساکت ہو جاتا۔ اور خواہ مخواہ اٹلی کے قنصل سے معافی مانگ کر اور کئی ہزار پونڈ جرمانہ ادا کر کے ذلت آمیز توہین کا ٹیکہ اپنے ماتھے پر لگوا لیا۔

جناب مولوی ظفر علی صاحب نے جہاں یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ان کا قلم مغربی معترضوں کے ہر چھوٹے بڑے اعتراض کا مسکت جواب دینے کی اعجازی قوت رکھتا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا۔

"لیکن ایک عمر کے پیہم تجربہ کے بعد میں اس عاجزانہ اعتراف پر مجبور ہوں۔ کہ قادیان شریف کے قدوسیوں کی حوصلہ آزما منطق کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ اور یہی پر کیا موقوف ہے۔ ارسطو بھی اگر آج زندہ ہو جائے۔ تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود کے آگے بجز بغلیں جھانکنے کے اس سے اور کچھ نہ بن پڑے۔ قادیان کے استدلالیوں کا دنیا میں صرف ایک جواب ہے۔ اور یہ وہی یادگار زمانہ جواب ہے۔ جو کابل میں دیا جا چکا ہے۔" (زمیندار ۲۸ر جولائی)

پیپرنو کے قتل کے متعلق مغربی نکتہ چینوں نے کابل پر جو اعتراضات کئے۔ ان کے مسکت جواب مولوی ظفر علی صاحب کے قلم اعجاز رقم سے لکھے ہوئے دنیا دیکھ چکی ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ وہ مسکت نہیں۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ وہ کابل کو ساکت کرنے کا باعث ہوئے اور نہ صرف کابل کو بلکہ خود مولوی صاحب کو بھی اب انھوں نے ایسا ساکت کر دیا۔ کہ ان میں اتنی بھی ہمت اور جرأت نہیں۔ کہ اپنے "مسکت جواب" کو خود ہی آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں۔ اور اگر دیکھیں تو ناممکن ہے بجز ندامت اور شرمندگی میں غرق نہ ہو جائیں۔ اس لئے کون ہے۔ جو مغربی معترضوں کے مقابلہ میں ان کے قلم کا لوہا نہ مانے۔ رہے ہم قادیان شریف سے تعلق رکھنے والے۔ ہمارے مقابلہ میں وہ اپنے قلم کے ٹوٹ جانے کا تو اعتراف کرتے ہی ہیں۔ البتہ بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ ہماری ہر بات کا صرف وہی یادگار زمانہ جواب ہے جو کابل میں دیا گیا۔ یعنے وحشت اور درندگی کو کام میں لا کر احمدیوں کو قتل کر دیا گیا۔

اس طریق کے جواب پر خود کابل کو بھی بہت بڑا گھمنڈ تھا۔ اور مولوی ظفر علی صاحب نے بھی بڑے تکبر اور غرور

کے لہجہ میں اسے پیش کیا ہے۔ لیکن کیا اس طریق پر اب بھی شرم و ندامت محسوس نہیں کی جائیگی۔ جبکہ ایک ایسے قاتل سے یہی سلوک کرنے پر۔ جو اپنے جرم کے لحاظ سے قتل کا مستحق تھا۔ کابل کو سخت ذلت کا منہ دیکھنا پڑا۔

اگر کابل کو خدا نے اٹلی نے ایک اطالوی کے جو قاتل تھا قتل کی سزا دینے پر فخر کرنے کے قابل نہیں رہنے دیا۔ بلکہ خود تسلیم کردہ ذلت اور توہین کا طوق اسکے گلے میں ڈالدیا ہے۔ تو کس قدر شرم کا مقام ہے اگر بے گناہ اور معصوم احمدیوں کو بلاوجہ اور بلا قصور قتل کر دینے پر کابل اور اس کے نادان ہوا خواہ فخر اور غرور کریں۔ اور اُسے "یادگار زمانہ جواب" کہیں۔ بے شک احمدیوں کا ظالمانہ قتل "یادگار زمانہ" ہوگا۔ کیونکہ اسے یاد کر کے رہتی دنیا تک کابل کی درندگی اور وحشت پر نفریں اور ملامت کی جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جائے گا کہ چند نہتے اور بے کس احمدیوں نے تو ایک جابر اور ظالم حکومت کے مقابلہ میں۔ اس قدر جرأت اور دلیری دکھائی۔ کہ جس بات کو وہ حق سمجھتے تھے۔ اس کی خاطر انہوں نے جان تک دے دی۔ مگر اسے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ حالانکہ خونخوار اور خون آشام درندوں نے انہیں بار بار کہا۔ کہ ایک دفعہ اس کے خلاف کہدو اور مخلصی حاصل کر لو۔ مگر اس کے مقابلہ میں کابل کی وہ حکومت جس نے ان بے کسوں کے معاملہ میں ثابت کر دیا تھا۔ کہ اس کے حدود میں انصاف اور رحم کا نام و نشان بھی نہیں۔ اسی نے اپنی جیسی ایک دوسری حکومت کے مقابلہ میں اسقدر بزدلی اور نامردی کا اظہار کیا کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ جس بناء پر وہ ایک قاتل کو قتل کرنے کا حق سمجھتی تھی۔ اسے اٹلی کی ایک ہی دھمکی پر ناحق کہنے لگ گئی۔ اور جو فعل اس سے سرزد ہوا تھا۔ اس کے متعلق نہ صرف اس نے ناک رگڑا۔ بلکہ تاوان بھی ادا کر دیا۔ حالانکہ اٹلی زیادہ سے زیادہ اگر کچھ کر سکتا تھا۔ تو کابل کو تھوڑا بہت مالی نقصان پہنچا سکتا تھا۔ حملہ آور ہونے کے لئے اس کے لئے کوئی رستہ نہ تھا۔

اس پہلو سے کابل کی جابر اور ظالم حکومت کا کابل کے مظلوم اور ستم رسیدہ احمدیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ایسے ایسے بصیرت افروز نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ کہ جن سے ایمان اور ایقان رکھنے والی ہستیاں ہی لطف اندوز ہو سکتی ہیں۔ کیا حق و صداقت کا یہ مظاہرہ کوئی معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ ایک درندہ صفت سلطنت چند بے کس احمدیوں کو مرتد بنانے کے لئے اپنی وحشت اور درندگی کے تمام حربے ختم کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ زمین میں گاڑ کر پتھروں کے انبار کے نیچے زندہ دفن کر دیتی ہے۔ مگر ان کے ایمان میں ذرا بھی لغزش نہیں پیدا کر سکتی۔ لیکن اسی ظالم حکومت کا جب ایک دوسری حکومت سے پالا پڑتا ہے۔ تو اپنے آپ کو متنازعہ فیہ امر میں حق بجانب سمجھنے کے باوجود صرف ایک کاغذی دھمکی سے اس طرح تھرا جاتی ہے کہ بخوشی ہر ذلت قبول کر لیتی ہے۔ اس سے جہاں کابل کی بزدلی اور بے غیرتی کا ثبوت ملتا ہے۔ وہاں کابل میں سنگسار ہونے والے احمدیوں کے کوہ وقار ایمان کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اور یہی بات ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے نام ہمیشہ نیک نامی کے آسمان پر ستارے بنکر چمکتے رہینگے۔ اور ان پر ستم توڑنے والوں کا اٹلی کے مقابلہ میں اس طرح بزدلی دکھانا نفرت و حقارت سے یاد کیا جائے گا۔ اور یہی وہ فرق ہے۔ جو خدا کے بندوں اور دنیا کے کیڑوں میں پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا اور اس کے مرسل کو قبول کرنیوالا ایک اکیلا اور بے کس انسان اپنے اندر اس قدر جرأت اور دلیری رکھتا ہے کہ ساری دنیا بھی اگر اس کے مقابلہ پر کھڑی ہو جائے۔ تو اسے ہیچ سمجھتا ہے۔ اور نہ صرف ہیچ سمجھتا ہے۔ بلکہ اپنے عمل سے دکھا دیتا ہے کہ دنیا کے خوف و ہراس سے اس نے اپنے دل کو اسی دن پاک و صاف کر لیا تھا۔ جب خدا کے فرستادہ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا تھا چنانچہ اس کا بالکل واضح اور بین ثبوت کابل کے احمدی شہداء نے پیش کر دیا ہے۔ لیکن دنیا کے بندوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ انہیں اگر ذرا بھی خطرہ محسوس ہو۔ تو ان کی جان نکلنے لگتی ہے۔ اور پھر وہ باوجود دنیوی ساز و سامان رکھنے کے ہر قسم کی ذلت اور خواری برداشت کر کے اپنی جان بچانا چاہتے ہیں۔ اس کا ثبوت حکومت کابل کے اس طرز عمل سے مل سکتا ہے جو اس نے اٹلی کے مقابلہ میں اختیار کیا۔ کہ باوجود اپنے آپ کو حق بجانب سمجھنے کے محض اٹلی کے فولادی گھونسہ کے ڈر سے وہ سب کچھ قبول کر لیا۔ جو اٹلی نے اس کے سامنے پیش کیا۔ اور اتنی بھی جرأت نہ دکھلائی۔ جتنی بے کس سے بے کس مگر باغیرت انسان دکھاتا ہے۔

چودھویں صدی کے مولوی

مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کے نام نامی اور اسم گرامی سے ناظرین الفضل خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ فتنہ و شرارت پیدا کرنے میں تو خوب ماہر ہیں۔ اور گلا پھلا کر گھنٹوں شور مچاتے اور سینہ کوبی کرتے ہوئے بھی نہیں تھکتے۔ لیکن ان میں اتنی بھی غیرت اور حمیت نہیں ہے کہ جو بات کہیں اُسے پورا بھی کر دکھائیں۔

کچھ عرصہ ہوا۔ لاہور کے ایک بہت بڑے مجمع میں انہوں نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"جب تک حزب الاحناف والے اس فتوائے تکفیر پر (جو مولوی ظفر علی صاحب کے متعلق دیا گیا) معافی نہ مانگینگے ہم اس وقت تک سینہ سپر رہینگے۔ اور ہم ہر اس جماعت یا طاقت کے مقابلہ میں اپنا خون بہا دیں گے۔ جو مقاصد عالیہ اسلامیہ کے خلاف کام کریگی۔"

(زمیندار ۹ر جون ۱۹۳۵ء)

حزب الاحناف والوں نے نہ تو فتوے واپس لیا اور نہ معافی مانگی۔ مگر آج تک مولوی صاحب نے اپنا خون نہیں بہایا۔ حالانکہ وہ اسی تقریر میں اعلان کر چکے ہیں۔ "حزب الاحناف نے ہم سے ہماری بیویاں تک چھین لیں"

کیا اس حالت میں ان کا خون نہ بہانا اور زندہ رہنا بے غیرتی کی زندگی بسر کرنا نہیں؟

اسی موقعہ پر مولوی صاحب نے یہ بھی کہا تھا۔

"یاد رہے کہ جب تک عطاء اللہ زندہ ہے۔ ناک رگڑوا کے چھوڑیگا۔ اینٹ سے اینٹ بجا دیگا"

کیا ایسا ہو گیا۔ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا عطاء اللہ زندہ نہیں اگر زندہ ہے۔ اور اپنے ان الفاظ کو پورا کرنے کی بجائے سر چھپائے پھرتا ہے تو بہتر ہے۔ چینی میں پانی ڈالکر ڈوب مرے۔

پھر فرمایا تھا:۔

"ان سے کہدو کہ اگر تم کو ٹانگ پکڑ کر نہ لایا گیا تو مجھے کہنا۔ ایک ہی بات ہے کہ کوئی مجھے مار دیگا۔ تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ انکو بتا دینا چاہیئے کہ تم نے بھڑ دل کے چھتے میں ہاتھ ڈالدیا ہے۔ ہم نے حکومت کی پروا نہ کی۔ تمہاری کیا پروا کرتے ہیں"

اب بخاری صاحب بتائیں۔ جبکہ وہ حزب الاحناف والوں کو ٹانگ پکڑ کر نہیں لائے۔ انہیں کس نے کہا تھا؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے نصائح

تبلیغ کے متعلق

مولوی رحمت علی صاحب (مولوی فاضل) مبلغ سماٹرا و جاوہ کو رخصت فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے پنجابی زبان میں بعد از نماز صبح چند نصائح فرمائیں۔ جن کا مفہوم اردو میں حسب ذیل ہے

مباحثہ کا طریق اختیار نہ کرو

اپنے کام کو محنت اور سرگرمی سے کرنا اور مباحثہ کا طریق اختیار نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اور اکثر اوقات اس سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ پھر مباحثات سے لوگ مانا بھی نہیں کرتے۔ بیشک قرآن شریف میں چند باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جن سے مباحثہ کا رنگ نظر آتا ہے۔ مگر ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بھی مباحثہ ایسا نہیں ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہو۔ کہ لوگ مان گئے ہوں۔ مثلاً فرعون کا قصہ ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ مباحثہ تھا۔ مگر اس میں مباحثہ کا کوئی نمایاں رنگ نہیں یہ تو صرف نشانوں کا مقابلہ تھا۔ تاہم بھی اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور فرعون نے نہ مانا۔ بلکہ الٹا ضد پر قائم ہو گیا۔ پس جہاں تک ہو سکے مباحثات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے؎

علم کا گھمنڈ رکھنے والوں سے علیحدہ گفتگو کرو

بعض لوگوں کو علم کا گھمنڈ ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ الگ گفتگو کرنی چاہیئے۔ وہ اگر برسر عام مباحثہ کے لئے کہیں بھی تو انہیں کہہ دو۔ کہ اس طریق سے مجادلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور انہیں اچھی طرح سمجھا دو۔ کہ چونکہ بعض دفعہ مدمقابل کی گفتگو کے نقائص بیان کرنے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ اس پر جرح کرنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ گفتگو الزامی جوابوں کا طریق اختیار کر لیتی ہے۔ بعض دفعہ عقائد پر تنقید شروع ہو جاتی ہے۔ اور ان باتوں سے تحقیق حق جو کہ اصل مطلب ہوتا ہے انسان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں یہ نہیں پسند کرتا۔ کہ اس طریق کو اختیار کر کے مجادلہ کا رنگ پیدا کر لیا جائے۔

پھر ایسے لوگوں کے ساتھ جن کو اپنے علم کا ناز ہوتا ہے۔ عام مجمعوں میں گفتگو کرنے سے یہ نقصان بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ ضد پر آجاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ خود ضد پر نہیں آتے تو اردگرد کے تماشائی ان کے ضد پر آجانے کی وجہ بن جاتے ہیں۔ وہ جب دوسروں کی واہ واہ سنتے ہیں۔ تو پھر اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ اتنے آدمی میرے ساتھ ہیں۔ پس بعض طبیعتیں اس سے متاثر ہو جاتی ہیں۔ اور پھر وہ اپنی طبیعت سے نہیں۔ دوسروں کے اثر سے اڑ جاتے ہیں۔ اور ضد پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ادھر انہیں علم کا گھمنڈ بھی ہوتا ہے۔ اور ادھر لوگوں کی واہ واہ بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کے ملنے سے وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ضد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہ ضد ضد ہی نہیں رہتی۔ بلکہ مجادلہ و محاربہ تک پہنچ جاتی ہے۔ پس اس سے حتی الوسع بچنا چاہیئے؎

علماء سے بھی علیحدہ گفتگو کی جائے

ایسا ہی جو علماء کہلاتے ہیں۔ ان سے بھی علیحدگی میں گفتگو کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور انہیں عام مجمعوں میں گفتگو کرنے کے نقصانات سے آگاہ کرنا چاہیئے۔

تبلیغ کا کام بتدریج ہو

یہ ایک عام بات ہے کہ جب تبلیغ شروع کی جائے تو لوگ مخالف ہو جاتے ہیں۔ اور جو ان میں شریر ہوتے ہیں۔ وہ شرارت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تبلیغ کے کام کو آہستہ آہستہ کرنا چاہیئے۔ کہ تا ان شریروں کو شرارت اور مقابلہ کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکے۔ سنت اللہ بھی اسی طرح جاری ہے۔ کہ ہمیشہ تبلیغ کا کام ابتداء میں نہایت آہستگی کے ساتھ شروع کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی شروع شروع میں اسی طریق پر تبلیغ کی۔ اس طرح شریروں کو شرارت کرنے کا موقعہ کم ملتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسی طریق پر کام شروع کرنے کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ صلحاء کی جماعت پہلے پیدا ہو گئی۔ اور شریروں کا گروہ بعد میں بنا۔

غیر مبائعین کا فتنہ

ان جزائر کے طالب علم غیر مبائعین کے ہاں بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور ان کا مبلغ بھی وہاں ہے۔ اور بہ نسبت غیر احمدیوں کے مقابلہ کے ان کے ساتھ مقابلہ ذرا سخت ہے۔ یہ مقابلہ اس لئے سخت نہیں کہ غیر مبایع اپنے عقائد کے لحاظ سے حق بجانب ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے سخت ہے۔ کہ بعض ناواقف لوگوں کے دلوں میں ان کے احمدی کہلا کر جھگڑنے سے طرح طرح کے ظن و گمان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کے ساتھ اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے کا بد اثر بھی ہے۔ اور خاصکر ایسے علاقوں میں تو اور بھی زیادہ بد اثر پیدا ہوتا ہے۔ کہ جہاں کے لوگ ہندوستان والوں کی طرح مذہبی جھگڑوں کے عادی نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ جب ان اختلافی مسائل کو سنتے ہیں۔ تو وہ پھر یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ ہی باطل ہے۔ حالانکہ اختلاف جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی اختلاف ہو گیا تھا۔ پس اگر اختلاف جھوٹا ہونے کی دلیل ہے تو پھر نعوذ باللہ جن جن انبیاء کے بعد ان کی جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ ان سب کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ مگر یہ لوگوں کی ناسمجھی ہے۔ کہ وہ ایسا سمجھتے ہیں۔ تاہم اس اختلاف سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے بحث مباحثہ کا رنگ ان کے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ایسی طرز پر کام لینا چاہیئے۔ کہ اظہار حق ہو جائے۔ اور حکمت عملی سے ان کے خیالات کا ازالہ کیا جائے؎

اکابر میں تبلیغ کی اہمیت

جزیرہ جاوہ کا ایک ہی طالب علم ہمارے ہاں ہے۔ اور اسکی تعلیم ابھی ابتدائی ہے۔ زیادہ سماٹرا کے طلباء ہیں۔ جاوی طالب علم کو تو ابھی دیر لگیگی۔ لیکن سماٹرا کے طالب علموں میں سے بعض سال دو سال میں انشاء اللہ تعالےٰ تیار ہو جائیں گے۔ اور وہاں آسکینگے لیکن جاوی طالب علم اگر مل جاویں تو ان کا ضرور خیال رکھنا۔ ملک میں ملکی آدمیوں کا بہت اثر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ یہ اثر بڑے بڑے انقلاب اور نتائج پیدا کر دیتا ہے۔ یہ یاد رکھو۔ لوگوں کی توجہ کھینچنے والی باہر کی بات ہوتی ہے۔ لیکن منوانے والے اندر کے ہوتے ہیں۔ یعنی باہر کے لوگ اگر کچھ کر سکتے ہیں۔ تو صرف اتنا کر سکتے ہیں۔ کہ لوگوں کے کانوں میں کسی نئی تحریک کو ڈال کر ان کو اس کی طرف متوجہ کر دیں۔ لیکن اگر وہ چاہیں۔ کہ ان کو یہ تحریک منوا بھی لیں۔ تو وہ اس میں اس قدر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جس قدر کہ اس ملک کے اندرونی آدمی اور وہ بھی بڑے بڑے۔ کیونکہ لوگ جب اپنے ملک کے بڑے بڑے آدمیوں کو کسی تحریک کو قبول کرتے دیکھتے ہیں۔ تو آسانی سے اسے قبول کر لیتے ہیں۔ پس یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہاں کے بڑے بڑے آدمیوں میں تبلیغ ہو۔ اور وہ احمدیت کو قبول کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اکابر مجرمیہا کی سنت الٰہیہ بھی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اکابر میں سے بھی ایک حصہ ہدایت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ اکابر علماء میں سے ہوں۔ اور خواہ امراء سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں بھی ایسا ہوا۔ اکابر علماء میں سے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قبول کیا۔ اور اکابر امراء میں سے نواب محمد علی خانصاحب داخل سلسلہ ہوئے پس اللہ تعالےٰ ضرور چند ایک ایسے افراد کو سچائی قبول کرنے کی توفیق دے دیتا ہے جو اکابر ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے۔ کہ پھر وہ لوگ جو سچائی کے قبول کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان اکابر کو جو سچائی قبول کر لیتے ہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ کو حقارت سے حکیم کہا کرتا تھا۔ تو بڑے لوگوں میں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان میں سے بھی مانیں۔ مگر یہ نہ ہو۔ کہ سارا زور ان

پر ہی خرچ کیا جائے۔ اور دوسروں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور نہ ہی یہ ہونا چاہیئے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ اور دوسروں کی طرف ہی ساری توجہ کر لی جائے۔ بڑے آدمیوں کو داخل سلسلہ کرنے سے ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے ذریعے رسوخ بڑھتا ہے۔ اور سلسلہ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھتی ہے۔

سیاسی پالیسی

ہماری سیاسی پالیسی اس ملک میں یہ ہے۔ کہ انگریزوں کی اطاعت کی جائے۔ اور سیاست سے الگ رہا جائے۔ لیکن چونکہ سماٹرا ہندوستان کا علاقہ نہیں اور ہماری جماعت ہندوستان کے علاوہ اور علاقوں میں بھی ہے۔ اور ہمارے مبلغ خدا تعالے کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں پھر رہے ہیں۔ اس لئے اک ذرا سے تغیر کے ساتھ اسے یوں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جو گورنمنٹ بھی ہو۔ اس کی وفاداری کی جائے۔ اور سیاسی امور میں دخل نہ دیا جائے۔ بے شک اس سے اپنے حقوق مانگے جائیں۔ لیکن کوئی شورش نہ ہو۔ بلکہ امن کیساتھ سب کارروائی کی جائے۔ اور نہایت بردباری۔ تحمل اور استقلال کے ساتھ اپنے مطالبات اس کے آگے پیش کئے جائیں۔

ہم کسی گورنمنٹ کے خوشامدی نہیں

ہماری جماعت کے متعلق لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں۔ اور سمجھتے کیا ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ لیکن یہ ان کی نادانی ہے۔ جو ہمارے متعلق ایسا کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک خوشامد کوئی اچھی چیز نہیں۔ اور نہ ہی ہم خوشامد کرتے ہیں۔ ہیں۔ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے یا ہم نے اگر اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا ہوتا ہے۔ تو ہم اسے شریفانہ طرز پر کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کی طرح شورش پیدا نہیں کرتے۔ اور چونکہ مطالبۂ حقوق میں ہم ان کے پُرشور طریق کو اختیار نہیں کرتے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم خوشامد کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ خوشامد۔ نفاق اور بے ایمانی ہمارا کام نہیں۔ ہماری پالیسی اور مذہب یہ نہیں۔ کہ ہم نفاق غداری اور بغاوت کے طریق اختیار کریں۔ بلکہ ہمارا اصول یہ ہے۔ کہ امن اتفاق اور ایمانداری سے ہر کام کو کریں۔ اور خواہ کتنا ہی اہم ہمارا مطالبہ ہو۔ اور خواہ کتنے ہی ضروری ہمارے حقوق ہوں۔ ان کو طلب کرتے ہوئے یہ نہیں کہ شورش پیدا کی جائے۔ بلکہ نہایت پرامن طریق پر ان کی اہمیت جتا دی جائے۔ اور پھر ان کا مطالبہ جاری رکھا جائے۔

قیام امن کی ضرورت

ہمارا اصل مقصد تو یہ ہے۔ کہ امن ہو۔ کیونکہ اس سے دین اور دنیا دونوں درست رہتے ہیں۔ اور اگر امن ہو تو انسان ہر قسم کی ترقی بھی کر سکتا ہے۔ امن کیا ہے۔ اگر مختلف حکومتوں اور پھر کسی خاص حکومت اور اس کی رعایا کے درمیان فساد نہ ہو۔ تو اسے امن کہتے ہیں۔ کوئی سی بھی حکومت ہو۔ خواہ وہ ڈچ ہو۔ خواہ چینی۔ خواہ وہ برٹش حکومت ہو۔ خواہ افغانی اگر اس میں نفاق ہے۔ اگر اس کی رعیت بے ایمانی سے کام کرتی ہے۔ تو وہ پرامن حکومت نہیں کہلا سکتی۔ اور پھر دوسری طرف یہ بھی درست نہیں۔ کہ حکومت جو چاہے سو کرے۔ کیونکہ اس سے بھی امن قائم نہیں رہ سکتا۔ حکمران رعیت کی طرف سے ایک قائمقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ انتخاب کے ذریعے کھڑا کیا جاتا ہے۔ چونکہ اسلام میں حکومت نیابتی ہوتی ہے۔ اسلئے خدا نے خلافت کو بھی نیابتی کر دیا۔ اور خلیفہ بھی انتخاب کے ذریعہ مقرر ہوتا ہے۔ پس ہمارے مطالبات بہت زیادہ ہیں۔ حتیٰ کہ گاندھی جی بھی اتنے مطالبات نہیں کرتے۔ جتنے شریعت نے حکومت کے متعلق ہمارے لئے رکھے ہیں۔ لیکن ہمارے اور ان کے درمیان صرف اتنا فرق ہے۔ کہ وہ شور اور فساد سے کام لیتے ہیں۔ اور ہم امن اور آرام کے ساتھ اپنی بات پیش کرتے ہیں۔ ورنہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ہم مطالبہ کرنے میں ان سے زیادہ ہیں۔ لیکن چونکہ شور نہیں برپا کرتے۔ اس لئے وہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ خوشامدی ہیں۔ حالانکہ ہم خوشامد کو بہت ہی مذموم شے سمجھتے ہیں۔

اگر کسی جگہ کوئی پرانی حکومت ہو تو یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اسے دور کیا جائے۔ بلکہ اس کے حقوق تسلیم کئے جائیں گے۔ دیکھو ایک زمیندار بعض اوقات ثابت نہیں کر سکتا کہ زمین اس کی زرخرید ہے۔ اور اس کی ملکیت کس طرح اس پر ہے۔ لیکن باوجود اس کے اسے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ اس کا مالک نہیں۔ بلکہ اس کے حقوق تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں اسے قبضہ میں زیادہ عرصہ گذرتا جاتا ہے۔ حقوق میں بھی مضبوطی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ پس کوئی حکومت نئی ہو یا پرانی۔ کیسی بھی ہو۔ اپنے حقوق امن کے ساتھ اس سے لینے چاہیں۔ باہم ملکر اتحاد کرنا چاہیئے۔ اور تعاون برتنا چاہیئے۔ اس کام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی خاص گورنمنٹ ہو۔ تو اس کے ساتھ ہی یہ سلوک کیا جائے۔ ہر ایک حکومت کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ تعاون اور اتحاد سب حکومتوں کے متعلق ہے۔ اس میں کسی کی تفریق نہیں۔

احمدی مبلغ اور سیاست

یہ ضروری ہے۔ کہ مبلغ سیاست سے بالا رہیں۔ تا کہ وہ آزادانہ رائے اور رعیت کو مشورہ دے سکیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اصول بتا دیں کہ یہ ہمارے اصول ہیں۔ اور پھر ان اصول پر کام بھی کریں۔ اصول کے متعلق یہی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حکومت کی فرمانبرداری ہو۔ اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہایت نرم الفاظ میں کیا جانا چاہیئے۔ شورش اور بغاوت کے خیالات سے الگ رہا جائے۔ حقوق مانگتے وقت مناسب الفاظ میں انکی ضرورت اور اہمیت بھی بتا دینی چاہیئے۔ رعیت کی بھی مدد کرنی چاہیئے۔ اور حتی المقدور رعایا کی بھی۔ اگر اسے مدد کی ضرورت پڑے۔ اگر ایک مبلغ ایسی پالیسی رکھے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ بھی اس کے خیر خواہ رہینگے۔ اور حکام بھی مدد کرینگے۔ اور ان اصول پر چلکر وہ جہاں بھی جائیگا۔ وہیں کا باشندہ ہو جائے گا۔ اور لوگ اسے اپنا ہی آدمی خیال کریں گے۔

سب کچھ خدا کے فضل سے ہو رہا ہے

دینی لحاظ سے اسباب کا خیال رہنا چاہیئے۔ ہماری کوئی بہادری نہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔ دلائل بھی ہماری طرف سے نہیں وہ بھی خدا ہی کے ہیں۔ ہم تو نقال ہیں۔ علم تو درحقیقت خدا ہی کا ہے۔ جو نبی کے ذریعے ہم تک پہنچتا ہے۔ پس ہر حال میں اور ہر رنگ میں دعا کرنی چاہیئے۔ اور اسی کے آگے التجا کرنی چاہیئے۔ وہی کچھ کر سکتا ہے۔ ورنہ اس کے فضل کے بغیر اگر انسان ایک قدم بھی اٹھانا چاہے تو نہیں اٹھا سکتا۔ اور اگر اس کی مدد و نصرت شامل حال نہ ہو۔ تو کسی بات کے کرنے کی توفیق ہی نہیں مل سکتی۔ پس ہر وقت دعائیں مانگو۔ اور اس میں ہرگز غفلت نہ ہو۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ قریب قریب کے لوگ نہیں مانتے اور دور دور کے لوگ مان لیتے ہیں۔ اسلئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہر ایک کو قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

کام کی رپورٹ

رپورٹ ضرور بھیجنی چاہیئے۔ کام کرنا اور رپورٹ دینا یکساں فرض ہیں۔ اگر کوئی کام نہ کرے اور جھوٹی رپورٹ دیدے۔ تو جو نقصان اس سے ہوتا ہے۔ وہی نقصان اس سے ہوتا ہے۔ جو کام کرتا ہے۔ اور رپورٹ نہیں دیتا۔ رپورٹ مرکزی دفتر میں بھی بھیجنی چاہیئے اور میرے پاس بھی آنی چاہیئے۔ دفتر کو دینے والی رپورٹ بھی میرے لفافے میں ڈال دی جائے۔ مخاطب دفتر ہو۔ لیکن وہ آئے میرے نام کے لفافہ میں ہی۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ میں بھی اسے پڑھ لونگا۔ اور پھر وہ اپنے متعلقہ محکمہ میں بھی چلی جائیگی۔

جماعت کی تربیت

جہاں جماعت قائم ہو۔ وہاں ضرور انجمن قائم کرنی چاہیئے۔ اور انجمن کو باقاعدہ کرنیکے ساتھ ساتھ ان لوگوں میں تبلیغ کی عادت بھی پیدا کرنی چاہیئے۔ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتب نہیں پڑھ سکتے اور پھر جو پڑھتے ہیں۔ انہیں بھی بعض ایسے ہوتے ہیں جو حضرت صاحب کی کتابوں سے خاص خاص باتوں کو الگ نہیں کر سکتے۔ اور ان دلائل سے کام نہیں لے سکتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعاوی کے ثبوت کیلئے دیئے ہیں۔ اسلئے ایسے دلائل کی ایک کاپی رکھنی چاہیئے۔ اور ہر ایک مسئلہ کے متعلق انہیں سے احمدیوں کو نوٹ کرا دینے چاہئیں اور انکو تاکید کرنی چاہیئے۔ کہ انکو اچھی طرح ذہن نشین کریں۔ شروع شروع میں اتنا ہی کافی ہوگا۔ پھر بعض مسائل اختلافی ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ان کے سمجھنے میں بہت وقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان مختلف فیہ مسائل کے متعلق بھی نوٹ کرا دینے چاہئیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ کام کرنیوالے آدمی پیدا ہو جائینگے اور جیسے جیسے انہیں ترقی ہوتی جائیگی ویسے ویسے کام میں بھی آسانیاں پیدا ہوتی جائینگی۔

خط وکتابت کے ذریعہ تبلیغ

خط وکتابت کے ذریعہ بھی تبلیغ کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس سے بھی مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے لئے اپنے طور پر ضلع مقرر کر لینے چاہئیں۔ اور چھوٹے چھوٹے حلقے بنا دینے چاہئیں۔ اور مقامی لوگوں میں سے ہی بعض کو اُن پر مقرر کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ خط وکتابت کا سلسلہ شروع رکھیں اور ان کو جس قسم کی مدد اس کام کے لئے درکار ہو وہ دینی چاہیئے۔

اخلاص میں ترقی کی کوشش

کام کرنے اور کام لینے سے اخلاص بڑھتا ہے۔ اور جتنی کوئی شخص قربانی کرتا ہے۔ اتنا ہی اس کا ایمان بڑھتا ہے۔ ایمان خدا کے فضل سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے آتا ہے۔ اور انعام کے طور پر ملتا ہے۔ کسب سے اگر ہوتا تو ہر انسان اسے لے سکتا۔ کسب کا تعلق زیادہ تر ظاہر کے ساتھ ہے لیکن اسکا محرک بھی باطن ہی پہلے ہوتا ہے۔ اور باطن میں جو تحریک ہوتی ہے۔ وہ من جانب اللہ ہی ہوتی ہے۔ لیکن یہ سمجھکر کہ یہ خدا کے فضل سے ہے اور کسب سے نہیں حاصل ہو سکتا۔ کسی انسان کو اس کی طرف سے منہ نہیں پھیر لینا چاہیئے۔ بلکہ چاہیے کہ اس کے پانے کے لئے کوشش کرے۔ اور تدریجاً اسمیں بڑھے۔ قربانیاں بھی عام طور پر تدریجی ہوتی ہیں۔ وہ بہت ہی تھوڑی مثالیں ہیں۔ جن کے متعلق یکلخت بڑی قربانی کرنا مشہور ہے۔ لیکن ان میں بھی اگر دیکھا جائے تو تدریجی حالت ہی ہوتی ہے۔ جو ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہونچ جاتی ہے۔ کہ دنیا ان کی قربانی کو دیکھکر یہ سمجھتی ہے کہ یہ قربانی یکلخت کی گئی ہے پس تدریجاً بڑھنا چاہیئے۔ گو ابتداء میں کوئی نمایاں کام سرانجام پاتے نظر نہیں آئینگے۔ تاہم کچھ نہ کچھ ہو ضرور رہا ہوگا۔ اور اگر متواتر اسے کیا جائے اور ترقی کی طرف قدم اٹھایا جائے تو ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے۔ کہ ان سب امور کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ یونہی نہیں تھے۔

پس چاہیئے کہ ان لوگوں میں باقاعدگی پیدا کی جائے اور پھر ملکر سب کاموں کا انتظام کریں۔ چندے دیں۔ تبلیغ کریں۔

بیرونی ممالک کا چندہ

میں نے باہر کے ملکوں کے لئے چندہ کا یہ انتظام کیا ہوا ہے۔ کہ ابتدائی حالات میں ¾ وہ اپنے ہاں خرچ کریں۔ اور ¼ حصہ کل زر چندہ کا مرکز میں بھیجیں۔

مثلاً سو روپیہ اگر کسی جگہ کا چندہ ہوا ہے تو اس میں سے ۷۵ روپیہ تو وہاں مقامی ضروریات پر خرچ کرلیں اور ۲۵ روپیہ مرکز میں روانہ کر دیں۔ یہ نہیں کہ سارے کا سارا ہی وہاں رکھ لیا جائے۔ یا سارے کا سارا یہاں بھیجدیا جائے۔

اس انتظام سے یہ فائدہ ہوگا کہ ایک تو ان لوگوں کا مرکز کے ساتھ تعلق قائم رہیگا اور ایک اُنس پیدا ہو جائیگا اور دوسرے مرکز نے چونکہ ان کی اور تمام دیگر ممالک کی نگرانی کرنی ہوتی ہے۔ اور دنیا کی نظر مرکز پر ہوتی ہے۔ اس لئے مرکزی اخراجات میں سب کا فرض ہے۔ کہ حصہ لیں۔ کیونکہ اگر مرکز کمزور ہو جائے تو بجائے فائدے کے نقصان پیدا ہونے کا احتمال ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ اور اس رنگ میں یہی انتظام ضروری بھی ہے اور انہی اغراض کے لئے ¼ حصہ چندہ کا مرکز کے لئے رکھا گیا ہے۔ اور آئندہ اسے اور بھی کم کرنے کا خیال ہے۔ بڑھانے کا نہیں۔

پس یہ ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ کہ ¾ حصہ مقامی ضروریات کے لئے رکھا جائے اور ¼ حصہ مرکز میں بھیجدیا جائے۔

بعض دفعہ رقم قلیل ہونے کے باعث انسان یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ اسے کیا مرکز میں بھیجیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ رقم کی طرف نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اخلاص کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ اور ایمان کی زیادتی پر غور کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص یا اگر کوئی جماعت صرف چار آنے مرکز میں بھیجتی ہے تو وہی چار آنے اس کے اخلاص اور اس کے ایمان کا باعث ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس کے اخلاص اور ایمان کو بڑھاتے بھی ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آج اگر وہ چار آنے بھیجتا ہے تو کل اُسے چار روپے بھیجنے کی توفیق بھی مل سکتی ہے۔

پس الہٰی سلسلوں میں مال کی قلت وکثرت کو نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اسمیں ایمان اور اخلاص کو دیکھا جاتا ہے اور ایمان اور اخلاص بڑھنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ سینکڑوں اور ہزاروں روپے ہی دئے جائیں۔ بلکہ اس کے لئے تو کوڑی بھی کافی ہوتی ہے۔

پس ان سب باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں سستی کوتاہی اور غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ اپنی عزت اور وقار کو قائم رکھنا چاہیئے۔ اور پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمارے مبلغ جو باہر جاتے ہیں تو وہ [illegible] ہوتے ہیں پس عمدہ نمونہ ہو تا لوگ اس نمونہ کو دیکھکر احمدیت کی حقیقت کو سمجھ سکیں۔

دُعا۔ اس کے بعد حضور نے دعا کی۔ [illegible] کہ ہمارے پاس اگر کچھ ہے تو یہی ہے کہ خدا سے ہی ہر کام میں مدد چاہیں۔ دعا کے بعد مولوی صاحب کو رخصت کیا گیا۔

پلیگ کے متعلق انسدادی تدابیر

محکمہ حفظان صحت پنجاب کے قائم مقام ڈائرکٹر لفٹنٹ کرنل گل آئی ایم ایس نے صوبہ بھر کے ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کے افسران صحت کے نام ایک گشتی مراسلت ارسال کی ہے۔ جس میں ان تدابیر حفظ ماتقدم کا ذکر ہے۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے آئندہ موسم سرما میں پلیگ کے انسداد کی امید ہو سکتی ہے۔ یہ تدابیر اس مشاہدہ وتجربہ پر مبنی ہیں۔ کہ اگر کسی علاقہ میں مرض طاعون اپنی انتہائی شدت میں لگاتار نمودار رہے۔ تو وہاں آئندہ سال اس خوفناک وبا کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اس کے برعکس جن مقامات میں پلیگ کا دورہ اپنے وقت معینہ کے بعد شروع ہو یا موسم گرما کی قبل از وقت آمد سے اس کی رفتار تھم جائے۔ تو وہاں آئندہ موسم سرما میں وبائے طاعون کے نمودار ہونیکا اندیشہ یقیناً بڑھ جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ انسداد طاعون کا نہایت موثر طریقہ یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال جن دیہات میں وبا کی شدت معمول سے کم رہی ہو۔ یا وبا بعد از وقت نمودار ہوئی ہو۔ یا جہاں موجودہ موسم گرما میں بھی چوہے مرتے ہوں۔ وہاں جولائی سے لیکر دسمبر تک چوہوں کو ہلاک کرنے کا کام سرگرمی سے جاری رکھا جائے۔

یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ چوہوں کو ہلاک کرنے کا کام محض اس قسم کے دیہات تک محدود نہ رکھا جائے جن میں طاعون زیادہ شدت سے نہ پھیلا ہو۔ یا جہاں مرض بعد از وقت نمودار ہوا ہو۔ بلکہ ان کا اتلاف ایسے قصبوں اور شہروں میں بھی لازمی ہے جو عرصہ تک پلیگ کا تختۂ مشق رہ چکے ہوں۔

انسدادی کام میں سہولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیہات کے خاص حلقے قائم کئے جائیں۔ اور ہر ایک حلقہ جداگانہ عملہ حفظان صحت کے سپرد کیا جائے۔ اس عملہ کے افراد کے لئے لازمی ہے۔ کہ انہیں چوہوں کے سوراخوں میں دھواں پہنچانے اور چوہوں کو پکڑنے کا کام بخوبی آتا ہو۔

ان انسدادی تدابیر کا مالی بار ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں وغیرہ پر پڑیگا۔ لیکن صاحب ڈائرکٹر محکمہ حفظان صحت پنجاب کی خدمت میں عرضداشت ارسال کرنے پر اگر کوئی ڈسٹرکٹ بورڈ یا میونسپل کمیٹی وغیرہ امداد کی مستحق سمجھی گئی تو اسے صوبجاتی سرمایہ میں سے معقول امداد دیجائیگی۔

جناب ڈاکٹر کچلو صاحب اور ایک احمدی لڑکا

(ایضاً)

شملہ میں جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کی حال میں ایک تقریر ہوئی۔ آپ نے فرمایا میں تو ہندوؤں کو بھی گلے لگانا چاہتا ہوں۔ لیکچر کے بعد میاں عبد الوہاب سلمہ اللہ تعالےٰ (ابن حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ) نے ڈاکٹر صاحب سے اسی مجلس میں سوال کیا یہ وسعت قلب اور فراخ حوصلہ آپ ہندوؤں اور سکھوں کے لئے ہی دکھا سکتے ہیں یا مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے لئے بھی کچھ گنجائش ہے۔ آپ غیروں کو تو گلے لگانا چاہتے ہیں۔ مگر کیا یہی خواہش اپنوں کے لئے بھی ہے۔ ہندوؤں کے لئے تو آپ نے فرما دیا۔ گائے ترک کر سکتے ہیں۔ مگر کیا اپنے بھائیوں کے لئے بھی کچھ قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا پہلے اپنے پھر پرائے۔ میرے لئے سب مسلمان بھائی سے بڑھکر ہیں۔ میں کسی کو کافر نہیں سمجھتا۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ میرا اخبار (تنظیم) فرقہ وارانہ تائید نہیں کرتا۔

میاں عبد الوہاب نے کہا۔ ڈاکٹر صاحب گستاخی معاف آپ کا اخبار تنظیم تو سلسلہ احمدیہ کا تمسخر اڑاتا ہے اور بلا تحقیق ان کے لئے استہزا روا رکھتا ہے۔ ایسے طریق پر احمدیوں سے خطاب کرتا ہے۔ جس سے سوائے دل آزاری کے کچھ حاصل نہیں۔ اُدھر یہ نیش زنی اور ادھر یہ صلح و آشتی محبت و مؤدت کا اظہار۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے۔ بھائی جماعت احمدیہ کو تو میرا مشکور ہونا چاہیئے۔ میں نے تو ان کی خاطر بہتوں کو ناراض کر دیا ہے۔ میاں عبد الوہاب نے کہا۔ افسوس ہے۔ مسلمان لیڈر اسی وجہ سے کامیاب نہیں ہوتے۔ کہ وہ جو کام کرتے ہیں ہندوں کو مشکور بنانے کے لئے کرتے ہیں۔

... ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں اگر یہ عرض کر دیا جائے تو بے محل نہ ہوگا۔ کہ جماعت احمدیہ نے اگر تنظیم میں شرکت فی الحال کی۔ تو وہ اس میں کچھ آپ سے لے نہیں رہے بلکہ دے ہی رہے ہیں۔ وہ کونسی نئی بات ہے جو آپ کو سوجھی ہے۔ اور جماعت احمدیہ پہلے ہی سے اس پر عمل پیرا نہیں۔ میں دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ تمام روئے زمین کے برگزیدہ و اعلےٰ مسلمان لیڈر جمع ہو کر جو صحیح راستہ اسلام اور اسلامیاں کی بہبودی و بہتری کیلئے تجویز فرمائینگے انشاء اللہ احمدی جماعت کو پہلے ہی سے اس پر عامل پائیں گے۔ کیونکہ انسانی عقل نے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی تازہ وحی نے ان کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اور ان کو ایسا امام و پیشوا دیا ہے۔ جو خدا سے علم پا کر ان کو صراط مستقیم پر چلاتا ہے۔ اور جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ اپنے ایک تازہ مضمون میں خود لکھ چکے ہیں کہ احمدی جماعت بجائے خود کافی منظم ہے۔ ہماری تنظیم میں شامل ہونے کی محتاج نہیں۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے موقعہ پر بھی جیسا کہ ہمارے امام نے پہنچا دی۔ وہ ظاہر ہے پہلے تو کوئی نقطہ نہیں ملتا تھا۔ جس پر تمام فرقے جمع ہو سکیں۔ آخر مسلمان کی سیاسی و مذہبی تعریف جو مقبول عام ہوئی۔ اب اور صرف آپ ہی کی فرمودہ ہے۔ پھر جو فائدہ کی باتیں مسلمانوں کے لئے فرمائیں۔ ان سے بڑھ کر کوئی بھی تجویز نہ کوئی لیڈر بیان کر سکا نہ ابھی تک کسی کو سوجھی ہے۔ سید غلام بھیک صاحب نے اور ڈاکٹر کچلو صاحب نے اپنی بریت کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی دو چار مرتبہ ہتک کی ہے۔ جو یہ کہا ہے۔ کہ پہلے خبر ہوتی تو ان کو نہ بلاتے یا اب بھی نکالے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم خاموش ہیں۔ ہمارا تو یہ ایمان ہے۔ کہ تمام دنیا کی طاقتیں مل کر بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور نہ کوئی فائدہ جب تک اللہ تعالےٰ نہ چاہے۔ یہ فرقہ بندیوں والے بچارے ہمیں کیا سکھائیں گے۔ اور کیا سنبھالیں گے۔ ان کو تو اپنی پڑی ہے۔ اور کچھ سوجھتا بوجھتا نہیں۔ ہاں ہم خوش ہیں۔ کہ آخر بعض سعید الطبع لوگوں کو انتباہ ہوا۔ اور وہ اس جادۂ صواب کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس پر جماعت احمدیہ گامزن ہے۔ اور گو وہ خالص پیروی نہیں کر رہے۔ تاہم اس کی سیدھ میں ایک راستہ تو تجویز کیا ہے۔ انشاء اللہ کسی روز ان پر حق کھل جائیگا)

دوبارہ توجہ دلانے پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہاں میرے پیچھے کچھ غلطی ہوگئی جو تنظیم میں اس قسم کی بحث چھڑ گئی۔ میاں عبد الوہاب نے کہا۔ حیرت ہے۔ کہ جس شخص کو آپ اپنا قائمقام مقرر فرما گئے ہیں۔ وہ آپ کی پالیسی سے ناواقف ہے۔ اور اس کا کام آپ کی تقریروں کے صریح خلاف ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے آئندہ کے لئے اصلاح کا وعدہ فرمایا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کہ یہ کون لڑکا ہے۔ جس کی عمر صرف ۱۵-۱۶ سال ہے اور اس جرأت سے گفتگو کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اظہار خوشنودی کیا اور کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ قوم کے دوسرے بچے بھی ایسے ہی ہوں۔

(نامہ نگار)

کیا اس میں امت محمدیہ کی ہتک نہیں

اخبار زمیندار کا مسلمہ اصل

(ایضاً)

۲۴ راگست کا زمیندار عدالت عالیہ پنجاب" کی ججی پر سر اقبال کے تقرر کو ضروری قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"بعض بارسوخ اور ذی اقتدار حضرات اس کوشش میں سرگرم ہیں۔ کہ اگر میاں شاہ نواز صاحب جج نہ ہو سکیں۔ تو بھی پنجاب کا کوئی اور شخص بھی اس عہدے پر فائز نہ ہو سکے۔ بلکہ پہلے کی طرح بیرون صوبہ سے کوئی آدمی طلب کر لیا جائے۔ اگر یہ افواہ درست ہے۔ تو اس کے سوا کیا کہا جائے کہ مسلمانان پنجاب کی بدبختی مستحق ماتم ہے۔ کیا یہ بے راہیہ رو اور مطلب پرست لوگ اپنی خفیف حرکات سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پنجاب میں کوئی ایسا قانون دان نہیں جو ججی کی کرسی کو زینت دینے کا اہل ہو۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ چند خود غرض انسانوں کے سوا صوبہ بھر کے مسلمانوں کا کوئی طبقہ بھی اس امر کو پسند نہ کرے گا۔ کہ حکومت ججی کے لئے کوئی آدمی بیرون صوبہ سے طلب کر کے مسلمانانِ پنجاب کی توہین اور حق تلفی کرے"

کیا زمیندار اپنے اس مسلمہ اصل کو مد نظر رکھتے ہوئے بتائے گا۔ کہ اگر امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بیرونِ امت سے کوئی شخص آئے۔ تو خیر امت کی اس میں "توہین" اور "حق تلفی" نہیں۔

اگر مسلمانان پنجاب کی اس بات میں توہین اور حق تلفی ہے۔ کہ کوئی شخص بیرون صوبہ سے پنجاب میں ججی کی کرسی کو زینت دینے کے لئے بلایا جائے۔ تو امت مرحومہ کی بدرجۂ اولیٰ اس میں توہین اور حق تلفی ہے۔ کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی غیر شخص بیرون امت سے لایا جائے۔ کیا خیر امت کا کوئی فرد اس قابل نہیں۔ کہ اس کو امت کی اصلاح کے لئے مسیح بنایا جائے اور کیا زمیندار کی طرح ہمیں یہ حق نہیں۔ کہ ہم بھی کہیں۔ اگر یہ خیال درست ہے کہ آخر زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ آئینگے (جو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کے مطابق یہود کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے)۔ تو اس کے سوا کیا کہا جائے۔ کہ مسلمانوں کی بدبختی مستحق ماتم ہے کیا یہ بے راہیہ رو اور مطلب پرست لوگ اپنی خفیف حرکات سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ امت محمدیہ میں کوئی ایسا شخص نہیں۔ جو عیسویت اور مسیحیت کی کرسی کو زینت دینے کا اہل ہو۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ چند خود غرض انسانوں کے سوا دنیا بھر کے معقول پسند باغیرت اور اہل علم مسلمانوں کا کوئی طبقہ بھی اس امر کو پسند نہ کرے گا۔ کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کوئی آدمی بیرون امت سے آئے اور سردار دو عالم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور مسلمانوں کی حق تلفی کرے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں ؎ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(حافظ سلیم احمد متعلم مدرسہ احمدیہ۔ قادیان)

اشتہار
اہلِ علم کیلئے بے بہا خزانہ

محبوب الفقہ ۱۰۲ ابواب پر منقسم یہ کتاب ہے۔ دینی مسائل اور شرعی احکامات کا ایک بے بہا گنجینہ ہے۔
قیمت ۱۲؍

رکنِ دین روزمرہ ہر مسلمان کو پیش آنے والے روزہ۔ نماز غسل وضو تیمم حیض و نفاس۔ حج۔ زکوٰۃ تجہیز و تکفین وغیرہ وغیرہ کے متعلق وہ دینی مسائل جن کی واقفیت کے بغیر آپ مکمل مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اپنی عام مقبولیت کے باعث اب تک ۸۰ ہزار فروخت ہو چکی ہے۔ سائز بڑا سفید ولایتی کاغذ حجم ۲۲۸ صفحات قیمت ۸؍

تذکرۃ السلوک تصوف کی تعریف علم سلوک اور سالک کے معاملہ۔ صاحبدلوں کے حالات ولایت انبیاء اولیاء میں فرق۔ انسان کی پیدائش سے کیا مقصود ہے صوفیا کی ریاضت کے طریقے۔ حضرت منصور کے حالات۔ روح کی غذا۔ روح کی صحت روح کے امراض وغیرہ کا ذکر۔ کرامت کی قسمیں۔ کرامت کا ثبوت۔ قرآن و حدیث سے علم غیب و تقرب الٰہی۔ صفات الٰہی۔ مراتب توحید۔ اسم اعظم۔ جبر و تقدیر عصمت انبیاء وغیرہ وغیرہ بے شمار اسرار و نکات سے لبریز حجم چار سو صفحات کلاں۔ قیمت ۲؍

احسن الاذکار پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات و سوانح حیات وغیرہ قیمت صرف ۱۲؍ مذہب اور تلوار ۹؍ دیار حبیب ۱۲؍ علاج الغرباء ۱؍

مینیجر ظفر بک ایجنسی بجنور۔ یو۔ پی

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکیٹ ارسال فرما کر مشکور فرما دیں قیمت سوراخ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ ۱۲؍

مینیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

الخطبہ

ایک مغل احمدی بھائی افسر محکمہ تعلیم لاہور عمر ۳۵ سال تنخواہ ۱۲۰ روپے ماہوار کو عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ لڑکی تعلیم یافتہ اور سلیقہ شعار ہو۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ صرف دو بچے ہیں عمر ۱۴ اور ۱۲ سال باقی ہیں۔ مغل کو ترجیح دی جائیگی ورنہ کوئی ذات ہو۔
مرزا قدرت اللہ احمدی ولد میاں ہدایت اللہ احمدی کوچہ چابک سواران لاہور

موتی سرمہ رجسٹرڈ کی دھوم مچ گئی

اگر فائدہ نہ ہو تو ڈبل قیمت واپس لو

آج بوڑھا اور جوان مرد و عورت سب کی زبان پر موتی سرمہ کا چرچا ہے کیونکہ یہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پپوٹوں کی سوزش۔ گوہانجنی۔ رتوند دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال نظر کو تیز کرتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۳؍ محصولڈاک علاوہ اگر فائدہ نہ ہو تو دگنی قیمت واپس لے لو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے

ایک سکول ماسٹر کی شہادت

جناب مولوی اللہ دسایا صاحب سکول ماسٹر مڈل سکول چوٹی سے لکھتے ہیں۔ میری بینائی کمزور ہے۔ اور آپ کا موتی سرمہ رجسٹرڈ اس نقص کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے متکلف ہوں۔ کہ براہ نوازش ڈیڑھ تولہ سرمہ فی الفور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ
مینیجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ نور بلڈنگ قائم دیا ضلع گوجرانوالہ پنجاب

قاعدہ یسرنا القرآن چھپ کر آگیا ہے

سابقہ فرمائشوں کی تعمیل کی جا رہی ہے۔ آپ بھی جلد منگوائیں قیمت ۵؍ زیادہ لینے والوں کو کمیشن معقول یعنی خاص رعایت دیجائیگی اس کے علاوہ سلسلہ کی کتب موجود ہ اور فہرست کتب نصیر بکڈپو قادیان سے طلب کریں۔

آریہ سماج ملتان و جماعت احمدیہ ملتان کے مابین تحریری مباحثہ

جماعت احمدیہ کی خدمت اقدس میں التماس کی جاتی ہے۔ کہ کچھ عرصہ گذرا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ملتان نے ایک ٹریکٹ دو ورقہ موسومہ حقیقت وید تبلیغی طور پر شائع کیا تھا جس کے جواب میں آریہ سماج ملتان کی طرف سے ایک ساٹھ صفحہ کا رسالہ موسومہ (وید کی حقیقت اور قرآن کی کیفیت) شائع ہوا۔ بجواب رسالہ مذکور جماعت احمدیہ ملتان نے ایک سو بیس صفحہ کا ایک رسالہ (موسومہ) ابطال حقیقت وید معہ صداقت فرقان مجید چھپوا کر شائع کیا ہے۔ جس میں اعتراضات آریہ سماج کا قلع قمع کرتے ہوئے مصنف نے سوال و جواب کے رنگ میں صداقت فرقان حمید کو بمقابلہ وید نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے۔ رسالہ موصوف صرف چھ آنہ کے ٹکٹ بذریعہ ڈاک بھیجکر بہ پتہ ذیل سے مل سکتا ہے۔

شیخ فضل الرحمٰن اختر سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ ملتان چھاؤنی

تاریخ الخلفاء اردو

یہ امام جلال الدین سیوطی رح کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں نوسو برس کے اسلامی حالات ہیں۔ خلفاء اربعہ اور بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کی مفصل اور صحیح تاریخ ہے۔ ہزاروں علماء و فضلاء کی علمی خدمات کا پتہ دیا ہے۔ بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت ۳؍ صفحات ۵۱۰۔ لغات القرآن۔ قرآن کا مکمل لغت ایک ایک لفظ کی تشریح قیمت ۲؍ تاریخ تبلیغ اسلام مضمون نام سے ظاہر ہے۔ عجیب و غریب کتاب ہے۔ مبلغ اصحاب ضرور خریدیں۔ صفحات ۳۰۰ قیمت ۱؍ نور الدین۔ حضرت خلیفہ نور الدین کی تصنیف تردید آریہ سماج ۳؍ تجرید بخاری عربی اردو صفحات ۱۱۰۰ مجلد اعلیٰ قیمت ۵؍ حیات النبی ۱۲؍ (سوانح حضرت مرزا صاحب) پتہ
شمس الدین نیمکا ڈاکخانہ بچھور ضلع گوڑگانوہ

نایاب کتابیں

کرامات الصادقین ۱؍ مرقاۃ الیقین ۱؍ تجربات نور الدین ۱؍ حصہ ۲ ۱؍ الہدیٰ ۱؍ حقیقۃ الرویا ۱؍ نشان آسمانی ۶؍ ذکر الٰہی ۱؍ تفسیر سروری ۱؍ الانذار ۶؍ اتمام الحجۃ ۱؍ چشمہ مسیحی ۱؍ مستقبل و معاہدہ ترکیہ ۱؍ جلد منگالیں دکان محمد یامین تاجر کتب قادیان سے

احکام القرآن خریدیں

صوفی عبدالقدیر صاحب بی اے افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح رقمطراز ہیں۔ کہ مکرمی حکیم محمد الدین صاحب دروازہ امین آبادی گوجرانوالہ نے ایک کتاب احکام القرآن کے نام سے شائع کی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان کردہ احکام قرآن معہ ترجمہ جمع کر دیئے ہیں۔ اس کی خریداری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے پہلے بھی سفارش فرمائی تھی۔ حضور اب پھر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ احباب خرید کر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ۱؍ ایک روپیہ ہے۔ احباب حکیم صاحب موصوف سے منگوالیں۔

رشتہ کی ضرورت

ایک بالغ جوان قرآن شریف و اردو پڑھی لکھی امور خانہ داری سے واقف احمدی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ برسر روزگار مخلص نوجوان مبایع احمدی ہو۔ آمدنی روپیہ یک صد روپیہ کے قریب ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

منشی اللہ دتا صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ دفتر ڈپٹی کمشنر بہادر راہوالی حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

تمسّکات پنجاب ۱۹۳۷ء

حکومت پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟

اسلئے کہ اسی صوبہ سے قرضہ لیا جائے۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے۔

کتنا قرضہ اور کس لئے؟

ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائیگا۔ جو فائدہ بخش ہونگی ؞

قرضہ کے لئے ضمانت کیا ہوگی؟

حکومت پنجاب کا کل مالیہ

شرح سود کیا ہے؟

۵½ فیصدی

مجھے روپیہ کب واپس ملے گا؟

۱۲ بارہ سال کے عرصہ میں لیکن اگر آپ وادی ستلج کی نہر پر اراضی خریدینگے۔ تو اسکی قیمت کی پوری ادائگی یا اسکے جزوی ادائگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کرلئے جائینگے ؞

مجھے قرضہ کے لئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟

بڑے سرکاری خزانہ یا اسکے ماتحتی خزانہ یا امپیریل بنک پنجاب کی کسی شاخ کے پاس جایئے ؞

مجھے قرضہ کے لئے درخواست کسطرح کرنی چاہیئے؟

وہاں سے جو فارم آپ کو ملیگا۔ وہ آپ پُر کرکے روپیہ ادا کردیں ؞

مجھے سود کب سے ملیگا؟

جس تاریخ کو آپ روپیہ ادا کرینگے۔ اُسی تاریخ سے ؞

مجھے سود کس طریقہ سے وصول ہوگا؟

۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپ کو اُسی وقت نقد ادا کردیا جائیگا جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے اور اس کے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریگا۔ جس کے متعلق آپ لکھیں گے کہ اس کے ذریعہ ہوا کرے ؞

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟

۲۱ ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک۔ جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائیگا۔ قرضہ لینا بند کردیا جائیگا۔

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟

(الف) کیونکہ ضمانت بھی اچھی ہے۔ اور سود بھی اچھا ملتا ہے (ب) کیونکہ روپے کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) کیونکہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے تو ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے ؞

المشتہر۔ مائیلز اروِنگ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مالیات

وصیّت ع ۲۳۰۹

مَیں وزیر بیگم بیوہ بابو محمد یوسف صاحب مرحوم قوم شیخ ساکن جالندھر کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔ (ل) زیور آٹھ صد (ب) ایک مکان واقعہ شہر جالندھر محلہ سید کبیر چوک قاری شاہ متصل مسجد خرادیاں۔ اسمیں میرے دو لڑکے اور ایک لڑکی شریک ہیں (ج) ایک مکان واقعہ شہر مذکور متصل سیدں دا دروازہ۔ اس میں بھی میرے تینوں بچے شریک ہیں۔ نام اس کا یوسف منزل ہے۔ دونوں مکان قیمتی ساڑھے بائیس ہزار روپیہ کے ہیں ؞

العبد۔ وزیر بیگم حال قادیان۔ گواہ شد۔ عبدالحئی ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد۔ عبدالکریم مولوی فاضل قادیان

وصیّت ع ۲۳۱۳

مَیں محمد اقبال حسین ولد عطا محمد شاہ مرحوم قوم قریشی ساکن راہوں ضلع جالندھر کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ البتہ میں اس وقت ایک سو دس ۱۱۰ روپے ماہوار کا ملازم ہوں۔ مَیں اپنی آمدنی کے ⅒ حصہ کی وصیت ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء سے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی ایسی جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو۔ جو میری آمدنی سے نہ بنی ہو۔ بلکہ کسی اور طریق سے مجھے مل جائے۔ تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک و قابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۰ اگست ۱۹۲۵ء

الـــــــــــــــراقم

محمد اقبال حسین بی اے۔ بی۔ ٹی۔ ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی۔ اینگلو ورنیکلر مڈل سکول نور محل حال قادیان

گواہ شد:۔ محمد افضل شاہ گھڑی ساز قادیان

گواہ شد:۔ صوفی تصور حسین۔ قادیان

وصیت ۲۲۹۴

میں عبدالرحیم ولد میاں غلام محمد قوم سندھو ساکن امرتسر کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ البتہ میں ماصہ روپیہ ماہوار کا ملازم ہوں۔ میں اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرکے اپنی متروکہ جائداد کے متعلق بھی یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر مجھے کوئی ایسی جائداد ملے۔ جو میری آمدنی سے نہ بنی ہو۔ بلکہ کسی اور طریق سے مثلاً ورثہ وغیرہ سے ملے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک و قابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ماہ مئی ۱۹۲۵ء سے اس وصیت پر عملدرآمد کروں گا۔ اور آمدنی کے کمی بیشی کی حالت میں حصہ موعودہ میں بھی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ فقط والسلام　بمقام قادیان

گواہ شد:۔ دین اللہ　　العبد عبدالرحیم مکینیکل ڈرافسمین ہائیڈرو

گواہ شد:۔ ناظر حسین متعلم جماعت دہم ہائی سکول

محافظ حمل حب اکبر

[illegible]

المشتہر عبدالرحمٰن کاغانی
دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

خریداران بیرون ہند جن اصحاب کے نام الفضل نہیں پہنچتا وہ یہ سمجھیں کہ ان کی قیمت ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے تا وصولی قیمت الفضل بند رہے گا۔
(مینیجر الفضل)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب عدالتی سرکار ریاست مالیر کوٹلہ

لالہ کشوری مل ولد لالہ رام پرشاد مل قوم اگروال ساکن مالیر کوٹلہ۔ مدعی

بنام

تلسی رام پسر بیہو قوم برہمن ساکن موضع ہتانہ تحصیل [illegible] مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۵۰ روپیہ سکہ کلدار اصل و سود بروئے حساب بہی۔

مقدمہ مندرجہ عنوان الصدر مدعی نے بذریعہ درخواست استدعا کی ہے۔ کہ مدعا علیہ لاپتہ ہے۔ اس پر تعمیل سمن بذریعہ اشتہار کرائی جاوے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی اشتہار بغرض حاضری تلسی رام مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکور بتقرر ۲۱ ستمبر ۱۹۲۵ء محکمہ ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۲۹ اگست ۱۹۲۵ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب عدالتی سرکار ریاست مالیر کوٹلہ

دنا سنگھ ولد سہیل سنگھ۔ ذات جٹ ساکن موضع کنگنوال۔ علاقہ ریاست مالیر کوٹلہ۔ مدعی

بنام

سوہن لال ولد چندمل ذات بانیہ سکنہ شہر مالیر کوٹلہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۸۰۰/- روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان الصدر مدعی نے بذریعہ درخواست و بیان حلفی خود استدعا کی ہے۔ کہ مدعا علیہ لاپتہ ہے۔ اس پر تعمیل سمن بذریعہ اشتہار کرائی جاوے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی اشتہار بغرض حاضری مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ مدعا علیہ مذکور بتقرر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۳ ستمبر ۱۹۲۵ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب جج درجہ چہارم راولپنڈی

فرم رام سنگھ سٹھا سنگھ واقعہ سوپر تحصیل بارہ مولا ریاست کشمیر۔ مدعی

بنام

عمر الٰہی ولد کرم خان شیخ۔ داؤد ولد ابراہیم اعوان پیشہ کراچی بان ساکنان سیدن تحصیل و ضلع اٹک۔ دیوان [illegible] ماہی ایشر سنگھ دہرم سنگھ واقعہ شہر راولپنڈی گنج قدی بذریعہ سوجان سنگھ مالک فرم وچندہ سنگھ ولد نامعلوم دوکاندار ساکن بارہ مولا۔ ریاست کشمیر

۸۰۰ روپیہ

ہرگاہ مدعا علیہم مقدمہ ہذا حاضری عدالت سے عمداً گریز کرتے ہیں۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتے۔ اب تاریخ پیشی ۳ ۱۰/۲۵ مقرر کی گئی ہے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی تشہیر کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا مورخہ ۳ ۱۰/۲۵ کو آئندہ تاریخ پیشی پر حاضر عدالت ہذا برائے جوابدہی مقدمہ بالا اصالتاً یا وکالتاً نہ ہونگے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ آج بتاریخ ۲۵ جولائی ۱۹۲۵ء بثبت مہر عدالت ہذا و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب جج درجہ چہارم راولپنڈی

فرم بھولا شاہ لکھی چند آڑھتیاں بذریعہ کرم چند مالک شہر راولپنڈی۔ مدعی

بنام

میاں مجاذر خاں ولد یانچہ خان پٹھان ساکن مدرگا۔ علاقہ ملاکنڈ۔ مدعا علیہ

۲۹۱/۱۱/۹ روپیہ

ہرگاہ مدعا علیہ مقدمہ ہذا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا ہے۔ اب تاریخ پیشی ۱۰/۲۵ مقرر کی گئی ہے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی تشہیر کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا مورخہ ۱۰/۲۵ کو برائے جوابدہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۶ اگست ۱۹۲۵ء بثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

——— ناظم صاحب دیوبند نے حسب ذیل برقی پیغام سلطان ابن سعود کو بھیجا ہے:-

مدینہ منورہ کی گولہ باری کے متعلق جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے مسلمانان ہندوستان کے جذبات تیزی کے ساتھ مشتعل ہو رہے ہیں۔ اگر ان خبروں میں کوئی صداقت ہے۔ تو براہ کرم اس قسم کی کارروائی فی الفور بند کر دیجئے۔ اور صحیح صحیح حالات سے اطلاع دیجئے۔ اہل مدینہ کو کوئی نقصان یا صدمہ نہ پہنچے۔ روضۂ اقدس یا دوسری مقدس عمارات کو خفیف سا نقصان بھی نہ پہنچنا چاہیئے ؛

——— سید محمود احمد فیض آبادی و سید احمد فیض آبادی نے مدینہ منورہ سے ایک طویل تار عربی زبان میں مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی کو بھیجا ہے۔ جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے :-

وہابی بیت الحرام اور طائف میں قتل و غارت گری اور مسلمان عورتوں کے ساتھ زنا کے مرتکب ہوئے ہیں۔ حرمین کے رہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے مالوں کو مال غنیمت جانتے ہیں اور ان کے بال بچوں کو لونڈی باندی اور غلام۔ فیصل درویش کی ماتحتی میں ایک دستہ روانہ کر کے حضرت نبی کریم صلعم کے مزار مبارک پر ہجوم بھی کر دیا ہے۔ مدینہ کا محاصرہ۔ سامان خورد و نوش کی بندش اور مسلمانوں کا سلسلہ آمد و رفت منقطع کر دیا ہے۔ اسی فیصل درویش نے ایک اعلان کے ذریعے ساکنان مدینہ اور لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ملا کر پڑھنے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ اگر مدینہ والے ان کے ہاتھ پر مسلمان نہ ہوئے تو وہ ان کو تہ تیغ کر دیں گے۔ اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیں گے۔ قبا۔ عوالی۔ قربان اور عیون پر جو کہ مضافات مدینہ میں واقع ہیں انہوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور ان مواضعات کے رہنے والوں کے مال و متاع لوٹ لینے کے ماسوا ان کی آبرو ریزی بھی کی گئی ہے۔ کھجوروں کے باغات ان کے قبضہ میں ہیں۔ شہر مدینہ اور علی الخصوص روضۂ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گولیاں برساتے رہتے ہیں۔ اور پکار پکار کر کہتے ہیں۔ اے مشرکو نکلو۔ اے کافرو نکلو ؛

——— ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے معہ صاحبزادہ حمید اللہ خاں یورپ کی سیاحت کو روانہ ہونے سے پہلے ۹ ستمبر کو حضور وائسرائے اور ان کی بیگم صاحبہ سے الوداعی ملاقات کی۔

——— الہ آباد ۹ ستمبر۔ گذشتہ ۳۰ گھنٹے میں آٹھ انچ سے زیادہ الہ آباد میں بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے بہت سے کچے مکان اور درخت گر پڑے ؛

——— شملہ۔ محاربہ عظیم میں جو ممالک برطانیہ سے برسرپیکار تھے۔ ان کے باشندوں پر سلطنت برطانیہ کے اندر داخل ہونے پر پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ چونکہ انگلستان میں سابق دشمنوں پر سے پابندیاں اٹھالی گئی ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ ہند نے بھی انگلستان کی پیروی کرتے ہوئے تمام پابندیاں اٹھالی ہیں ؛

——— گذشتہ جمعہ کی شام کو وائسرائے نے شملہ میں کچھ چیدہ اصحاب کو ایک دعوت دی۔ جس میں سوائے مسٹر ڈی جے پٹیل کے کوئی سوراجی شامل نہیں ہوا ؛

——— موجودہ انتظامات کے مطابق ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ شملہ سے ۲۰ اکتوبر کو روانہ ہونگے۔ اور کوئٹہ اور پشاور میں تشریف لے جانے کے بعد دہلی میں ۳ نومبر کو پہنچیں گے ؛

——— بنگال نیشنل چیمبر آف کامرس نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ جس میں ٹریفک بورڈ کی اس سفارش کو منظور کیا گیا ہے۔ کہ اخبار چھاپنے کے کاغذ کے سوا باقی تمام لکھنے کے کاغذ پر خاص محصول عائد کیا جائے۔ کیونکہ یہ ہندوستان میں کاغذ کی صنعت کو مدد دینے کا پہلو لئے ہوئے ہیں ؛

——— اخبار مسلم آوٹ لک عنقریب اپنا نمائندہ حالات معلوم کرنے کے لئے حجاز بھیجنے والا ہے۔ مولوی ظفر علی صاحب نے بھی جانے کا اعلان کیا۔ اور پاسپورٹ حاصل کر لیا ہے۔ اب صرف روپیہ کی دیر ہے ؛

——— ودھوا وواہا سبھا لاہور کو مختلف علاقوں سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ماہ اگست ۱۹۲۵ء میں تمام ہندوستان میں تین سو ۲۹ بیواؤں کی شادی ہوئی۔ اور اس سال جنوری ۱۹۲۵ء سے اخیر ماہ اگست ۱۹۲۵ء تک ایک ہزار ۵ سو ۸۹ بیواؤں کی شادی ہو چکی ہے ؛

——— رائے سینہ (دہلی) میں کئی ہندوستانی والیان ریاست اپنے لئے محلات تیار کرا رہے ہیں۔ جن میں سے مہاراجہ ٹراونکور کا محل تو تیار ہو گیا ہے۔ لیکن نظام حیدر آباد کا محل زیر تعمیر ہے۔ جس پر ۲۵ لاکھ روپیہ کے خرچ کا اندازہ ہے۔

——— کونسل آف سٹیٹ میں آنریبل رائے بہادر رام سرن داس کے ایک سوال کے جواب میں آنریبل مسٹر۔ اے۔ اے۔ ایل پارسنز نے کہا۔ کہ کوئی گشتی چٹھی ڈاک خانہ میں ہندو ملازم نہ رکھنے کے متعلق (پوسٹماسٹر جنرل پنجاب اور صوبہ سرحد کی طرف سے) شائع نہیں کی گئی۔ لیکن یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل نے یہ احکام صادر کئے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی بھرتی اگر گریجوایٹ یا انڈر گریجوایٹ نہ ہوں فی الحال بعض حلقوں اور دہلی۔ لاہور۔ پشاور اور شملہ کے چار ہیڈ آفسوں میں بند کی جائے ڈائرکٹر جنرل محکمہ ڈاک اور تار اب اس امر پر غور کر رہا ہے۔ کہ آیا ان احکام کی

ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن۔ برلن کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ لیپزگ کے سالانہ میلہ پر ہندوستانی تاجران در آمد نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں ؛

——— قاہرہ۔ ملک علی نے شاہ فواد سے مقدس مقامات کی حفاظت کرنے کے لئے مدد کی درخواست کی ہے ؛

——— سابق ولی عہد جرمنی پچھلے دنوں اپنی بہن ڈچز برنزوک کو ملنے کے لئے جو کہ گمنڈن میں ڈیوک آف کمبرلینڈ کے بنگلہ میں سکونت پذیر ہیں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ کرنل یاڈر جو کہ جرمن قوم پرستوں کے سرکردہ رکن ہیں موٹر پر سوار تھے۔ ولی عہد جرمن نے کئی ایام بوڈاپسٹ میں گذارے۔ اور بہت سے سرکردہ پولیٹیکل لیڈروں سے ملاقاتیں کیں ؛

——— اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ اخبار مذکور کو ترکی میں خانقاہوں اور تکیوں کے توڑنے کے حکم کی خبر دینے کے سلسلہ میں رقمطراز ہے۔ کہ حکومت ترکیہ کی اس کارروائی کے اختیار کرنے کی بڑی وجہ بغاوت کردستان کے باغیوں کے مقدمات کے دوران میں بعض انکشافات ہیں۔ ان مقدمات سے یہ امر صاف ثابت ہو گیا تھا۔ کہ نہ صرف بہت سے غیر مستند لوگوں نے مذہبی بھیس اختیار کر لیا تھا۔ بلکہ یہ تمام تکیے اور خانقاہیں سیاسی فساد کی منبع و مخزن ہو رہی تھیں۔ حال میں تخمینہ کیا گیا ہے کہ صرف قسطنطنیہ میں تین سو تکیئے تھے ؛

——— ٹوکیو (جاپان) کوریا کے جنوبی ساحل اور شمالی کیوسو کو سخت طوفان باد و باراں نے تباہ کر دیا ہے۔ جانیں بھی تباہ ہوئیں۔ اور باربرداری اور مچھلی پکڑنے والے کئی جہاز بھی الٹ گئے۔ ڈھائی سو مکان ملیامیٹ ہو گئے۔ مقام خوساں کے قریب سمندر کے تلاطم کے باعث ایک لہر چالیس مکانوں کو بہالے گئی ؛

——— شنگھائی۔ ۷ ستمبر۔ شام کے وقت ہوٹلیوں نے ۳۰ مئی کے مقتولین کے اعزاز کی خاطر جلسہ کیا۔ ماسوا تقریروں کے اس میں جھنڈوں کی بھی نمائش تھی۔ جن پر غیر ملکیوں کے برخلاف فقرے لکھے ہوئے تھے۔ اور اسی مضمون کے چند رسائل بھی تقسیم کئے گئے۔ خلاف مساوات معاہدوں پر اظہار غصہ کیا گیا۔ یہ لوگ جوش سے بھرے ہوئے بین الاقوامی آبادی کی طرف بڑھے۔ جس کی حد بست پر دو غیر ملکی اور ایک چینی پولیس مین کھڑا تھا۔ ان لوگوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ اور بانسوں سے پیٹا۔ پولس کے دو غیر ملکی تو صاحب فراش ہو گئے۔ اور باقیوں نے لوگوں پر گولیاں چلائیں ؛